An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

January-March, 2025, Volume:05, Issue:01 Pages:34-44

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

میثاق مدینہ کے غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر اثرات: پاکستانی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

IMPACT OF MADINA CHARTER ON SOCIAL AFFAIRS OF NON-MUSLIMS: AN ANALYTICAL STUDY IN PAKISTANI CONTEXT

Dr Riaz Ahmad Saeed[1], Dr Hafiz Muhammad Aftab Khan[2]

[1]*HoD Islamic of Thought and Culture, National University of Modern Languages, Islamabad, Pakistan. (**Corresponding Author***)*

[2]*Lecturer, Government Boys College, Kalachowki, Sudhnoti, Azad Jammu & Kashmir, Pakistan.*

HEC -Y- Category HJRS

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	December 26, 2024
Revised:	January 19, 2025
Accepted:	January 21, 2025
Available Online:	January 24, 2025

Keywords:
Madina Charter
Non-Muslim Citizens
Social Inclusion
Governance
Pakistan

Funding:
This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:
Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

The Holy Prophet (PBUH) exemplified excellence in all aspects of life, including governance. As the ruler of Madina, he established a state based on socio-political autonomy, securing its development and defense through agreements, most notably the Charter of Madina (Methāq-e-Madina). This charter granted rights and protections to all citizens, including non-Muslims, particularly Jewish tribes, fostering social stability. In Pakistan, non-Muslims often face marginalization, highlighting the need for equal citizenship, as ensured by both the Charter of Madina and Pakistan's constitution. This study employs an analytical approach to explore how the principles of the Madina Charter can enhance social inclusion in Pakistan.

CC BY

***Corresponding Author's Email:** drriazsaeed@gmail.com

تمہید

میثاقِ مدینہ خریطہءِ عالم پر ایسی آئینی و قانونی دستاویز ہے جو پیغمبر انقلاب ﷺ کی جملہ اقوام کے لیے امن اور بقائے باہمی کی تعلیمات کا مظہر ہے۔ جس طرح قرآنِ مجید کی صورت میں اسلامی تعلیمات محفوظ و مامون ہیں اُسی طرح پیغمبرِ انقلاب ﷺ کی حیات طیبہ کا بھی ہر لمحہ اور گوشہ محفوظ و مامون ہے جس سے تاقیامت انسانیت راہ نمائی حاصل کرتی رہے گی۔ اسلامی تاریخ کے اندر اسلام کے سنہری واقعات اور ادوار کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ غزوات اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی مقدس ہستی سے منسوب لاتعداد واقعات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، تاہم میثاقِ مدینہ ایک ایسی دستاویز ہے جو پیغمبرِ انقلاب ﷺ کی تعلیمات کا ایک ایسا روشن پہلو ہے کہ جس کی موجودگی میں اسلام پر انتہا پسندی یا عدم برداشت کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ عرب کے ایک ایسے معاشرے کے اندر میثاقِ مدینہ وجود میں آیا جہاں عصبیت و لسانیت، خاندانی حسب و نسب، ذات پات، رنگ و نسل، مذہب، قبائلی اطوار و ثقافت اور رسم و رواج کو ایک عقیدے کا درجہ حاصل تھا۔ یہ پیغمبرِ انقلاب ﷺ کا ایسا بصیرت افروز اقدام تھا جس کے نتیجے میں عرب کے جنگجو قبائل ایک سیاسی وحدت میں تبدیل ہو گئے، ایک ایسی وحدت کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ایک دوسرے کے محافظ بن گئے یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی وحدت کی لڑی میں سمو دیا۔ میثاق مدینہ کے بہت سارے روشن پہلو ہیں، اس میثاق کے ذریعے بنیادی انسانی حقوق کو تحفظ دیا گیا۔ پہلی بار مذہب و مذہبی رسومات اور مختلف الخیال طبقات کی قبائلی ثقافت و روایات کو بھی تحفظ دیا گیا۔ میثاقِ مدینہ کا حصہ بننے والے طبقات انسانی کو جان و مال کا تحفظ حاصل ہوا۔ میثاق مدینہ کی منفرد شق مشترکہ دفاع سے متعلق تھی اور ریاستِ مدینہ کے ہر شہری کیلئے انصاف کو اس کا بنیادی حق قرار دیا گیا۔

حضور ﷺ نے میثاق مدینہ میں غیر مسلموں کے جن حقوق کا اعلان فرمایا اور عملی صورت میں انہیں نافذ کیا ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی صاحب فراست شخصیت کا ہی فیض تھا کہ ریاست مدینہ میں رہنے والے مسلم و غیر مسلم کا باہمی تعلق ادب واحترام، مذہبی ہم آہنگی اور دو طرفہ تعلقات پر استوار تھا۔

آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کو وہ دستور اور آئین عطا کیا جو ''میثاق مدینہ''، الوثیقہ اور الصحیفہ کے ناموں سے موسوم ہے۔ میثاق مدینہ کو پہلا تحریری دستور ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے اور ایسی جامع خصوصیات سے متصف ہے جو کسی بھی مثالی ریاست کے لئے ضروری ہیں اس میثاق کی رو سے آپ علیہ السلام کو مختلف مذہبی طبقات کے باوجود آئینی اور دستوری سربراہ کے طور پر تسلیم کر لیا گیا اور آپ کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے رواداری، تحمل اور بقائے باہمی کو فروغ بخشتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی مذہبی، سیاسی اور سماجی حقوق بلا تخصیص عطا فرمائے اور انہیں یہ فرض سونپا گیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ریاست کا حاکم اور سربراہ تسلیم کریں گے اور ریاست کے داخلی اور خارجی سطح پر تحفظ کو یقینی بنائیں گے۔ میثاق مدینہ کی طرح پاکستان کا قانون بھی غیر مسلموں کو مذہبی، سیاسی اور سماجی حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ آئین پاکستان کی بیس سے لے کر ستائیس تک کی شقیں غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ پر بحث کرتی ہیں اور آئین پاکستان اپنے ہر شہری بشمول غیر مسلم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کو دل و جان سے تسلیم کرے تو ریاست اس کے حقوق کو بہر صورت تحفظ فراہم کرے گی۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ رائج شہریت کا قانون کئی اعتبارات سے میثاق مدینہ سے مطابقت و مماثلت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کے اس اقدام (میثاق) نے غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر بھی مثبت اثرات مرتب کیے تھے۔ جیسے جان و مال کا تحفظ، انصاف کی فراہمی اور مظلوم کی اعانت کسی بھی معاشرے میں بسنے والوں کو جب یہ تحفظات ملتے ہیں تو دیگر معاملات خوش اسلوبی سے طے پانا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور میثاق مدینہ نے ان کی ضمانت بہر طور عطا فرمائی تھی۔ اسی بنیاد پر زیر تحقیق مقالہ میں "میثاق مدینہ کا غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر اثرات کا پاکستانی تناظر میں مطالعہ کیا جائے گا۔

منہج تحقیق

اس تحقیقی مقالہ میں تجزیاتی اور تقابلی منہج تحقیق اختیار گیا ہے۔ پیپر کے نتائج تک پہنچنے کے لیے مستند مصادر و مراجع سے استفادہ کرتے ہوئے تجزیہ و تحلیل کیا گیا ہے۔ بنیادی مصادر اولین ترجیح رہے ہیں مگر ضرورت کے ساتھ ثانوی مصادر کو بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تحقیق کے جدید ذرائع: مثلاً، انٹرنیٹ ویب سائیٹس، تحقیقی مقالہ جات، برقی کتب اور اسلامی سافٹ ویئرز اور بلاگز کو بھی زیر استعمال لایا گیا ہے۔ حوالہ جات کے لئے شعبہ علوم اسلامیہ کے رائج شدہ فارمیٹ مع شکاگو مینویل آف سٹائل کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ: (Literature Review)

پاکستان میں میثاق مدینہ کے موضوع اور اس کی مختلف جہات پر بہت سے لوگوں نے تحقیقی کام کیا ہے لیکن زیر نظر عنوان ''**میثاق مدینہ کے غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر اثرات: پاکستانی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ**" پر موجود لٹریچر ریویو بتاتا ہے کہ اس پر تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ ذیل میں چند اہم، مقالات، مقالہ جات اور کتب کا تجزیہ کیا گیا ہے: تاکہ ہمارے اور پہلے ہونے والے کام میں فرق واضح ہو سکے۔

1. فیاض، فوزیہ ''میثاق مدینہ میں اقلیتوں کے حقوق اور دیگر دساتیر: تقابلی مطالعہ، پاکستان جرنل آف اسلامک فلاسفی، جلد 3، شمارہ 2 (جولائی۔ دسمبر 2021ء)

مذکورہ پیپر میں ڈاکٹر صاحبہ نے آغاز میں بین المذاہب رواداری کے فروغ میں اسلام کے نظریاتی تشخص کے کردار کو واضح کیا اور دیگر معاشروں پر بھی مختصراً روشنی ڈالی اور ریاست مدینہ کے خدوخال پر تبصرہ کرتے ہوئے میثاق مدینہ کے چند نکات کو زیر بحث لایا ہے اور تقابلی جائزہ میں مغربی معاشرہ اور اس کے آئین و دستور کو ذکر کیا ہے۔ پاکستانی معاشرہ یا دستور کے تناظر میں میثاق مدینہ کا تجزیاتی مطالعہ نہیں کیا ہے۔

2. مبشر داؤد، ''میثاق مدینہ کے تناظر میں اقوام متحدہ کے منشور کا تنقیدی جائزہ'' برجس: جلد 9، شمارہ 1، جنوری۔ جون 2022ء۔

مذکورہ ریسرچ پیپر میں اقوام متحدہ کا منشور، اقوام متحدہ کے قیام کے مقاصد اور پھر اس کے چارٹر (منشور) کا میثاق مدینہ کے ساتھ موازنہ کیا ہے اور عمدہ طریقے سے یہ واضح کیا ہے کہ جس طرح اقوام متحدہ کا منشور امن کے قیام، ظلم و تعدی کے خاتمے، انسانی حقوق، آزادی، باہمی احترام و رواداری کا تذکرہ کرتا ہے ان امور کو میثاق مدینہ میں بھی اہمیت دی گئی ہے اور محض تحریر کی حد تک نہیں بلکہ عملی کوشش بھی کی گئی اس پیپر میں پاکستانی تناظر میں غیر مسلموں کے سماجی معاملات کو زیر بحث نہیں لایا گیا ہے۔

3. ھاشمی، شاہ معین الدین، ''میثاق مدینہ۔ فقہی مطالعہ''، فکر و نظر۔۔۔اسلام آباد، جلد 44، شمارہ:2

اس پیپر میں ڈاکٹر صاحب نے مفصلاً میثاق مدینہ کا جائزہ پیش کیا ہے اور 47 دفعات کو ترتیب وار نقل کیا ہے اور اس کے بعد ان کا فقہی مطالعہ زیر بحث لایا ہے اور میثاق مدینہ کے داخلی اور خارجی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے اور پھر فقہی عنوانات قائم کرتے ہوئے ان کے تحت میثاق مدینہ کی دفعات کا تذکرہ کیا ہے۔ مذکورہ آرٹیکل میں غیر مسلموں کے سماجی معاملات کا پاکستان کے تناظر میں تجزیہ نہیں کیا گیا ہے۔

4. محمد ثانی، حافظ، ''میثاق مدینہ سیاست نبوی کا مثالی شاہکار''، السیرۃ عالمی (کراچی)، جلد: 3، (2000ء)

مذکورہ ریسرچ پیپر میں آپ علیہ السلام کی شخصیت کی قائدانہ صلاحیتوں پر آغاز میں تبصرہ

کیا ہے اور آپ کی سیاسی زندگی کے آغاز کو معاہدہ "حلف الفضول" سے جوڑا ہے اور پھر اعلان نبوت کے عنوان کے تحت غلبہ دین اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے آغاز کا تذکرہ کیا ہے اور پھر مدینۃ النبی میں نور اسلام اور ہجرت نبوی ﷺ سے آپ کی قیادت وسیادت کو بیان کیا ہے اس مقالہ میں بھی غیر مسلموں کے سماجی معاملات کو پاکستان کے تناظر میں بیان نہیں کیا ہے۔

5. خان، امان اللہ، "یثاق مدینہ کی اہمیت وافادیت" فکر و نظر اسلام آباد، 11:15، (1978ء)

ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ تحقیق میں اس نکتہ کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک نئی ریاست اور جدید معاشرے کی تاسیس وتشکیل کیلئے یثاق مدینہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور آپ نے مدینے میں بسنے والے مختلف گروہوں کو اس یثاق کے ذریعے ان کے باہمی تعلقات کو منضبط کیا اور پھر اس کے ذریعے شہر کی سیاسی تنظیم اور اس کے تحفظ ودفاع کو یقینی بنایا۔ اس آرٹیکل میں بھی غیر مسلم شہریوں کے سماجی معاملات کا تعین پاکستان کے تناظر میں نہیں کیا گیا۔

6. ارشاد اللہ، "فلاحی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری (ریاست مدینہ کے تناظر میں)،" اسلام آباد اسلامیکس، جلد 2، شمارہ: 2، جولائی تا دسمبر 2019ء

مذکورہ مقالہ اس تناظر میں اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں اقلیتوں کے حقوق کو ریاست مدینہ کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے اور آپ علیہ السلام کے عمومی ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے حقوق پر روشنی ڈالی ہے۔ مگر اس میں خاص طور پر یثاق مدینہ کو سامنے رکھتے ہوئے غیر مسلموں کے سماجی معاملات کا پاکستان کے تناظر میں موازنہ نہیں کیا گیا ہے۔

7. Muhmmad Nazeer Kaka khel, Foundation of The Islamic State at Medina and Its Constitution, *Islamic Studies*, Vol. 21, No. 3 (AUTUMN 1982):61-88

اس تحقیقی پیپر میں مقالہ نگار نے ان امور کو زیر بحث لایا ہے کہ آپ علیہ السلام نے یثاق مدینہ کے ذریعے مقامی باشندوں اور مہاجرین کے حقوق وفرائض کا تعین کیا۔ یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ کیا اور بیرونی حملے کی صورت میں دفاعی حکمت عملی ترتیب دی۔ ہاں البتہ اس پیپر میں بھی غیر مسلم شہریوں کے سماجی معاملات کا پاکستانی تناظر میں تذکرہ موجود نہیں ہے۔

8. Riaz, Ahmed Saeed, "Mithaq al-Madinah: A Universal charter of Peace" Al-Bseerah, Vol3, No5, (2014):

مذکورہ تحقیقی مقالہ کے آغاز میں آپ علیہ السلام کی شان رحمت کو بیان کیا گیا ہے اور بعدازاں یثاق مدینہ کی تاریخی حیثیت پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور مہاجرین وانصار کا باہمی تعلق، مدینہ میں آباد لوگوں کا کثیر خداؤں کا قائل ہونا، مدینہ کے یہود اور یثاق مدینہ کی دفعات کو زیر بحث لایا گیا جبکہ پاکستان کے تناظر میں غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر تحقیق نہیں کی گئی ہے۔

9. Fida ur Rehman, "Role of Islam in Globel Peace. Building and Harmany: An Analysis of Pacts of Madina and Hudaibiya", Abhas, Vol 3, No 10, 2018

مذکورہ آرٹیکل میں یثاق مدینہ اور حدیبیہ کے تناظر میں اسلام کے اس کردار کو واضح کیا گیا کہ اس سے کس طرح عالمی سطح پر امن اور باہمی رواداری کو فروغ ملا اس مقالہ میں بھی یثاق مدینہ نے غیر مسلموں کے سماجی معاملات کو کس طرح متاثر کیا تھا کا تجزیہ پاکستان کے تناظر میں نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا زیر تحقیق مقالہ اس نوعیت کی منفرد کاوش ہے کہ جس پر اس سے قبل تحقیقی کام نہیں کیا گیا ہے۔

یثاق مدینہ کے غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر اثرات

یثاق[1] مدینہ اپنی جامعیت اور اہمیت کے پیش نظر ایسی اہم دستاویز ہے جس نے غیر مسلموں کے صرف سیاسی و مذہبی معاملات کو ہی تحفظ نہیں فراہم کیا تھا بلکہ اس معاہدہ سے ان کے سماجی معاملات پر بھی مثبت اثرات پڑے تھے ذیل میں ان پر بحث کی جائے گی۔

سماج سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور "سم" اور "آج" کا مجموعہ ہے جس کا مطلب ہے اکٹھا یا ایک ساتھ رہنا اور آج کے معنٰی ہیں متحد رہنا، لوگوں کا گروہ جو کسی مشترکہ مقصد کے لیے باہم متحد ہو، افراد کا ربط وضبط، قوم جو باہمی مفاد اور تحفظ کی بناء پر منظم ہو"[2] اور عربی میں اس کے لیے معاشرے کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنٰی مل جل کر رہنے کے ہیں، سماج یا کمیونٹی بنیادی طور پر افراد کے ایسے مجموعے کا نام ہے جن کے مفادات مشترک ہوں جن کی وجہ سے وہ باہم مربوط ہوتے ہیں اس اعتبار سے سماجی کے معنٰی ہوئے معاشرے سے متعلق یا معاشرتی امور گویا ایسے رویے و تعلقات جن سے ایک معاشرے کا وجود قائم ہوتا ہے۔ انگریزی زبان میں سوسائٹی/ کا لفظ استعمال ہوتا ہے:

> "Society may be regarded as the most general term referring the whole complex of the relations of man to his fellow"[3]

(ترجمہ: سوسائٹی عام طور پر وہ اصطلاح ہے جو ایک آدمی کے دوسروں کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کو بیان کرتی ہے۔)

مذکورہ تعریف کے تناظر میں اگر زیر تحقیق مقالہ کا پیش منظر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ریاست مدینہ کی تشکیل ایک تکثیری معاشرے کی صورت میں متشکل ہوئی تھی جس میں غیر مسلموں (یہود) کو بھی یثاق کے ذریعے یکساں نوعیت کے حقوق فراہم کیے تھے جس میں ان کے سماجی و معاشرتی معاملات کی بہتری بھی کارفرما تھی۔

غیر مسلموں کی سماجی حیثیت

یثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو اقلیتی برادری کے طور پر پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ انھیں دینی معاملات کے علاوہ مسلمانوں کے ساتھ ان کی اجتماعیت کے جزو کے طور پر ہی پیش کیا گیا تھا۔ اس معاہدہ (یثاق) کو تسلیم کرنے والوں کو آپ علیہ السلام نے "انہم أمة واحدة من دون الناس"[4] بقیہ لوگوں کو چھوڑ کر یہ ایک قوم ہیں کے مرتبہ سے نوازا یعنی جو اس معاہدہ (یثاق) میں شریک ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ یہ یثاق دور جدید کے قومیت اور شہریت کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی[5]، ڈاکٹر محمد حمید اللہ[6]، ڈاکٹر محمود غازی[7] اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی[8] جیسے معاصر مسلم زعماء اور مفکرین نے جدید اسلامی ریاستوں میں غیر مسلموں کو برابر کا شہری قرار دیا ہے۔ یثاقِ مدینہ میں ایک شق یہ بھی تھی کہ یہودی مدینہ کے دفاع کے بارے میں برابر کے ذمہ دار ہیں۔ جبکہ اہل الذمہ کی یہ ذمہ داری نہیں ہوتی ہے جیسے امام آلوسی تحریر کرتے ہیں:

> "جزیہ کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کے ذریعے یہ غیر مسلم شہری دارالاسلام کی دفاعی خدمت سے مستثنیٰ ہیں"[9]۔

جبکہ عصر حاضر میں غیر مسلم اقلیتیں اسلامی ریاست کے دفاعی نظام کا باقاعدہ حصہ ہیں۔ جیسے حالیہ دنوں:

> "پاکستان میں ایک غیر مسلم جولیان معظم جیمز بریگیڈیئر کے عہدے سے ترقی پاکر میجر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے ہیں، تاہم واضح رہے یہ پہلے فوجی افسر نہیں ہیں جو اس عہدے پر ترقی یاب ہوئے ہیں"[10]۔

یہ اس امر کی تائید کرتا ہے کہ پاکستان کے آئین میں ان کی حیثیت ذمی[11] کے طور پر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں انہیں مسلمانوں کی مانند یکساں درجے کے شہری حقوق دیئے گئے جیسے تقی عثمانی رقم طراز ہیں:

> "چنانچہ جب غیر مسلم افراد اسلامی حکومت سے عہد وفا باندھ کر ریاست کے باشندے بن جائیں تو ان کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ اسلامی حکومت کی ذمہ داری بن جاتی ہے اور ان کے شہری حقوق مسلمان باشندوں کے برابر ہوتے ہیں"[12]۔

اس ضمن میں مفتی منیب الرحمن تو ان کے لیے اقلیت کی اصطلاح کو بھی نامناسب خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک وہ پاکستان کے برابر کے شہری ہیں۔ آپ رقم طراز ہیں:

> "ہم بار ہا کہہ چکے ہیں کہ ہماری قانونی و سیاسی اصطلاحات اور روزہ مرہ محاورے میں میں لفظ اقلیت کے استعمال کو ترک کر دیا جائے او تمام غیر مسلموں کو سیاسی درجے کا پاکستانی شہری تسلیم کیا جائے"۔[13]

اس حوالے سے ایک اور نکتہ بھی بہت اہم ہے جس کی طرف توجہ محمد منشاء طیب نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں دلائی ہے۔ وہ اس مناسبت سے تحریر کرتے ہیں:

> "چنانچہ زیر بحث مسئلہ میں ہمیں بطور خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ یہاں غیر مسلم اعوام کی حیثیت اہل ذمہ کی نہیں ہے۔ پاکستان ایک طویل جدوجہدِ آزادی کے بعد معرض وجود مین آنے والا ملک ہے۔ اس جدوجہدِ آزادی میں عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی اور دیگر غیر مسلم اقوام بھی شامل تھیں۔ اس لیے جو غیر مسلم حلقے دستورِ پاکستان کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی پابندی کا عہد کرتے ہیں۔ ان کے حقوق کی پاسداری کرنا ہماری قومی و شرعی ذمہ داری ہے"۔[14]

پیش کردہ دلائل کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یثاق مدینہ میں غیر مسلموں (یہود) کو مسلمانوں کے ساتھ مساوی درجہ دیا گیا تھا تو جو سماجی حیثیت مسلمانوں کو حاصل تھی وہی غیر مسلمانوں کو بھی حاصل تھی اسی طرح پاکستان میں بھی غیر مسلم مسلمانوں کی طرح برابر کا شہری درجہ رکھتے ہیں جس بنیاد پر ان کی سماجی حیثیت بھی مسلمانوں کی طرح ہی ہے۔ اس امر کی توضیح ڈاکٹر طاہر القادری کی اس عبارت سے مزید ہوتی ہے:

> "اور جب یثاق مدینہ کے ذریعے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسلمانوں اور یہود کو ملا کر ایک امت (جماعت) کا حصہ بنایا تو اس کا معنی سیاسی، سماجی اور دفاعی اجتماعیت اور وحدت تھا اسی سے "آئینی قومیت (Constitutional Nationality) اور شہریت (Citizenship) کا تصور وجود میں آیا اور اسی حکم کی بنا پر حضور نبی اکرم ﷺ نے کثیر الثقافتی سوسائٹی (Society Multicultural) کی بنیاد رکھی ہے جو آج کی دنیا کے لئے بین المذاہب رواداری (Interfaith Tolerance) اور پرامن بقائے باہمی (Peaceful Co-existence) کے لئے اسوہ و نمونہ بن گئی ہے"[15]

اس ضمن میں پاکستان کے غیر مسلموں کی آئینی اور سماجی حیثیت بھی بطور شہری ہی منصہء شہود پر آتی ہے۔ جیسے ڈاکٹر طاہر القادری غیر مسلموں کی آئینی اور سماجی حیثیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "اسی طرح جدید دور میں کسی بھی مسلم ریاست کے شہری جو اس ریاست کے قانون کی پابندی کرتے ہیں اور آئین کو مانتے ہیں معاہد کے زمرے میں آئیں گے جیسے پاکستان کی غیر مسلم اقلیتیں جو آئین پاکستان کے تحت باقاعدہ شہری اور رجسٹرڈ ووٹر ہیں"[16]۔

پیش کردہ دلائل کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ یثاق مدینہ میں غیر مسلموں کی حیثیت خواہ اس کا تعلق آئین و قانون سے ہو یا سماج اور معاشرہ سے وہ

مسلمانوں جیسی حیثیت رکھتے تھے اور اگر پاکستان کے آئین و قانون کے تناظر میں ان کی حیثیت کا جائزہ لیا جائے تو یہی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح برابر حقوق کے مالک ہیں گویا انھیں وہ تمام سماجی تحفظات حاصل ہیں جو دیگر طبقات کو میسر ہیں۔

سماجی معاملات پر اثرات

آپ ﷺ نے کمال فہم و فراست اور دور رس بالغ نظری سے اہل مدینہ کے مختلف قومیتوں اور جداگانہ طرز فکر و مذہب رکھنے والوں کو ایک جامع دستور میثاق مدینہ کی صورت میں عطا فرمایا اس دستور میں ہر طبقہ انسانی کے لئے عدل و انصاف کے علاوہ ان کے مذہبی و سماجی اور شخصی حقوق و مفادات کو تحفظ فراہم کیا۔ یہ جامع دستور در حقیقت دو معاہدوں پر مشتمل ہے جسے ایک معاہدے کی صورت میں مرتب و مدون کیا گیا۔

"ایک معاہدہ وہ تھا جو مسلمانوں اور یہود کے درمیان ہوا جب کہ دوسرا معاہدہ مہاجرین اور انصار کے حقوق و فرائض کی وضاحت کرتا تھا۔ سیرت نگاروں نے مسلمانوں اور یہود کے مابین معاہدے یا اس کی شقوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے متصل بعد ذکر کیا ہے"[17]

اس معاہدہ کو مدون کرنے والوں نے ترتیب دیتے وقت اولاً مہاجرین و انصار کی شقوں کو بیان کیا اور ثانیاً مسلمان اور یہود کے مابین طے پانے والے معاہدے کو شق وار ترتیب دیا ہے ڈاکٹر حمید اللہ نے یہ عنوان قائم کیا ہے "کتابہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین المہاجرین و الأنصار والیہود وہو دستور الدولۃ البلدیۃ والمدینۃ" اور اسے بالترتیب سینتالیس شقوں میں نقل فرمایا ہے جس میں پہلی تیئس کے تحت مہاجرین و انصار کے معاملات اور بقیہ میں مسلمانوں اور یہود کے مابین طے پانے والے معاہدے کو رقم فرمایا ہے۔"[18]

ذیل میں میثاق مدینہ کے غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر پڑنے والے اثرات کو بیان کیا جائے گا۔ کتب سیرت میں میثاق مدینہ پر ابحاث ان عناوین کے تحت مرقوم ہیں **"كتابه ﷺ بين المهاجرين والأنصار وموادعة يهود"** [19]، **"ذكر الموادعة بين المسلمين واليهود"** [20]، **"اعلان دستور المدينة (المعاهدة)"**[21]، **"الوثيقة أو الصحيفة"**[22]۔ مذکورہ عناوین میثاق مدینہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں

جان و مال کے تحفظ کا سماجی معاملات پر اثر

سماج و معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ اسی صورت میں بن سکتے ہیں جب اس کے باسیان کو جان و مال کا تحفظ حاصل ہو کیوں کہ جب وہ عدم تحفظ کا شکار ہوں گے تو یہ کسی صورت میں ممکن نہیں ہوتا کہ اس سماج و معاشرہ میں کوئی بہتر کردار ادا کیا جا سکتا ہے، گویا سماج میں مثبت اثرات اسی وقت مرتب ہوں گے جب اس کے باشندوں کو جان و مال کا تحفظ حاصل ہو گا۔ میثاق مدینہ نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہ ضمانت غیر مسلموں کو بھی فراہم کی تھی کہ ان کا جان و مال محفوظ رہے گا:

"وأنه من تبعنا من يهود، فان له النصر والأسوة غير مظلومين ولامتناصر عليهم" [23]

(اور یہود میں سے جو ہمارے ساتھ اس معاہدے کے تحت پیروکار ہے اسے مدد اور مساوات حاصل ہو گی بغیر اس پر کوئی ظلم روا کیے اور بغیر اس کے خلاف کسی مدد کیے ہوئے۔)

اس شق میں یہ ضمانت مہیا کی جا رہی ہے کہ جو اس معاہدے (میثاق) میں شریک ہیں ان کے ساتھ نہ ظلم کیا جائے گا اور نہ ظلم کرنے دیا جائے گا اور مزید یہ کہ ان کے ساتھ برابری والا سلوک کیا جائے گا یعنی جیسا سلوک مسلمانوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہی برتاؤ ان کے ساتھ بھی روا رکھا جائے گا اور دوسرا ان کو ہر طرح کی معاونت بھی پیش کی جائے گی۔ یہ شق اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ جب ان کو مذکورہ حقوق میسر ہوں گے تو گویا جان و مال کا تحفظ بدرجہ اتم حاصل ہو گا۔ اور اس امر کا تجزیہ اگر آپ ﷺ کے دیگر فرامین سے کیا جائے کہ کسی معاہد کی جان لینا (میثاق مدینہ میں شرکا کے لیے آپ ﷺ نے معاہد کا لفظ بھی استعمال کیا ہے) آپ ﷺ کی شدید ناگواری کا باعث تھا جیسے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا))[24]

(ترجمہ: جس نے کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔)

آپ ﷺ کے اس فرمان کی تشریح کرتے ہوئے انور شاہ کشمیری رقم طراز ہیں:

قَوْلُهُ صلى الله عليه وآله وسلم : "مَنْ قَتَل مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" وَمُخُّ الْحَدِيْثِ: إِنَّکَ أَيُّهَا الْمُخَاطَبُ قَدْ عَلِمْتَ مَا فِيْ قَتْلِ الْمُسْلِمِ مِنَ الْإِثْمِ، فَإِنَّ شَنَاعَتَهُ بَلَغَتْ مَبْلَغَ الْكُفْرِ، حَيْثُ أَوْجَبَ التَّخْلِيْدَ. أَمَّا قَتْلُ مُعَاهَدٍ، فَأَيْضًا لَيْسَ بِهَيِّنٍ، فَإِنَّ قَاتِلَهِ أَيْضًا لَا يَجِدُ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.[25]

(آپ ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے کسی غیر مسلم شہری کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔" اے مخاطب! حدیث کا لبِ لباب تجھے قتلِ مسلم کے گناہ کی سنگینی بتا رہا ہے کہ اس کی قباحت کفر تک پہنچا دیتی ہے جو جہنم میں خلود کا باعث بنتا ہے، جبکہ غیر مسلم شہری کو قتل کرنا بھی کوئی معمولی گناہ نہیں۔ اسی طرح اس کا قاتل بھی جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا (جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔)

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میں کسی غیر مسلم شہری کے قتل پر آپ ﷺ نے شدید وعید ارشاد فرمائی:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))[26]

(جو شخص کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو ناحق قتل کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔)

آپ ﷺ کے مذکورہ فرامین عالیہ اس حقیقت کی نقاب کشائی کرتے ہیں کہ غیر مسلم جب کوئی معاہدہ کرلیتا ہے (جیسے میثاق مدینہ بھی ایک سوشل کنٹریکٹ تھا جو ریاست مدینہ کے مختلف الخیال طبقات کے مابین طے پایا تھا) تو ایسے شخص کی جان لینا آپ ﷺ کے لیے سخت ناراضگی کا باعث تھا اگرچہ وہ غیر مسلم ہو یہ چیز اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ میثاق مدینہ میں دیے گئے جان ومال کے تحفظ نے غیر مسلموں کے سماجی معاملات پر بھی براہ راست اثر ڈالا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انسان اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتا ہے تو اس کا کردار معاشرے میں مثبت ہو جاتا ہے۔ یہ الگ حقیقت ہے کہ یہود مدینہ دینی تعصب میں مسلمانوں کے خلاف اس نہج پر پہنچ گئے تھے کہ وہ جملہ اخلاقی اقدار کو فراموش کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی ہرزہ سرائی میں مصروف کار رہے جس کے نتیجہ میں بعدازاں مختلف ادوار میں جلاوطن اور قتل کئے گئے۔ آپ ﷺ نے اس میثاق کے ذریعے امن وامان، باہمی اخوت ومحبت کو فروغ بخشنے کی سعی جمیل فرمائی، اس امر کو غیر مسلم مفکرین نے بھی تسلیم کیا جیسے پروفیسر نکلسن لکھتا ہے:

> "Muhammad is first care was to reconcile the desperate factions without the city and to introduce law and order among the heterogeneous elements which have been described."[27]

(مدینہ آنے کے بعد محمد ﷺ کا پہلا کام شہر میں مختلف طبقوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور مختلف عناصر میں امن وامان کا قیام تھا۔)

بلاشبہ آپ ﷺ کا یہ وہ عظیم کارنامہ تھا جس نے زندگی کے مختلف شعبہ جات میں اپنے اثرات مرتب کیے تھے، ان میں خاص طور پر سماجی ومعاشرتی سطح پر بھی امن ومحبت، بھائی چارہ، ہم آہنگی اور ایثار وہمدردی کے جذبات کو بھی فروغ بخشا تھا۔

> "ایسی اور بھی بے شمار شہادتیں موجود ہیں جو کہ غیر مسلم مفکرین اور مصنفین نے بے لاگ انداز میں بیان کیں۔ جن کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ جب انسانیت طرح طرح کے گروہوں، طبقات میں منقسم ہو جائے، امن ومحبت، بھائی چارہ، مذہبی ہم آہنگی اخوت، ایثار اور ہمدردی کی اقدار مٹ رہی ہوں تو انسانیت کو دوبارہ سے مدینہ ماڈل کی طرف لوٹنا ہوگا اسی میں تمام انسانی طبقات کی رہنمائی اور اصلاح کا نسخہ پوشیدہ ہے۔ اس لیے آج پھر انسانیت کو ریاست مدینہ کے نافذ کردہ آئین کی ضرورت ہے جو نفرتوں کو مٹادے اور دوریاں ختم کر کے انسانیت کو ایک دوسرے کے قریب کر سکے۔"[28]

پیش کردہ تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے میثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دی تھی اور یہ ایسا امر تھا جس نے ان کے سماجی معاملات میں بھی اعتدال وتوازن کی راہیں ہموار کی تھیں۔ اور مذکورہ امور کی ترویج کی تھی، ان حقائق کا اگر پاکستان کے ساتھ تجزیہ کیا جائے تو آئین کی حد تک یہ امور نظر آتے ہیں لیکن عملاً کسی حد تک مفقود ہیں۔ ایک افراتفری اور انتشار کا سماں ہے جس کے نتیجہ میں جان ومال غیر محفوظ نظر آتے ہیں، اس بابت ڈاکٹر حسین محی الدین لکھتے ہیں:

> "ہمیں وہ دستور عملی طور پر کسی شکل میں اس طرح نظر نہیں آتا کہ ہر شہری کو مذہب یا رنگ ونسل کی تفریق کے بغیر یکساں حقوق میسر ہوں۔ یہاں کسی کو جان ومال کا یقینی تحفظ نہیں ہے۔ کیوں کہ نہ یہاں تو امن ہے اور نہ ہی امان۔ نہ یہاں امن کی کوئی ضمانت دی جاسکتی ہے اور نہ ہی جان ومال کی حفاظت کی"۔[29]

جب کہ اس ضمن میں یہ بات اہم ہے کہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس وقت تقریب حلف برداری میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن ([30]) نے قائد اعظم سے کہا تھا کہ آپ نے پاکستان میں مغل بادشاہ جلال الدین اکبر ([31]) کا نظام نافذ کرنا ہے اس وقت قائد اعظم نے کہا تھا:

> "مجھے کسی اکبر کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پاکستان میں ریاست مدینہ کا وہ نظام نافذ کروں گا جو پیغمبر اسلام نے چودہ سو سال قبل میثاق مدینہ کی صورت میں نافذ فرمایا تھا"۔[32]

قائد اعظم کا مذکورہ موقف اس امر کا غماز ہے کہ آئین پاکستان کی روح میثاق مدینہ ہوگا۔ قائد اعظم کو بذات خود اس کام کے لیے زندگی نے وفا نہ کی جب کہ بعدازاں کافی نشیب و فراز کے بعد کسی حد تک میثاق مدینہ کی روشنی میں غیر مسلموں کو وہ حقوق دیے گئے اگرچہ عملی تنفیذ میں کہیں نہ کہیں کوتاہی برتی جارہی ہے جس بناء پر غیر مسلموں کو پاکستان کے سماج میں بعض دفعہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

باہمی تعاون اور مشاورت کے حق کا سماجی معاملات پر اثر

میثاق مدینہ میں مذہب کی تخصیص کے بغیر باہم دیگر تعاون اور مشاورت پر بھی نمایاں روشنی ڈالی گئی ہے جو اس امر کی ترجمانی کرتا ہے کہ میثاق مدینہ اپنی نوعیت کا وہ آئینی اور دستوری ڈاکومنٹ تھا جس نے غیر مسلموں کو سماجی معاملات میں اپنا کردار ادا کرنے کا بھرپور موقع عنائت فرمایا گیا یہ وہ پہلو ہے جو براہ راست سماجی معاملات کو تعمیری انداز میں متاثر کرتا ہے اس کا اظہار اس شق سے ہوتا ہے۔

"وأن بينهم النصر علىٰ من حارب ابل بذه الصحيفة، وأن بينهم النصح والنصيحة والبردون الاثم"[33]

(اس صحیفہ والے ایک دوسرے کے مددگار ہوں گے اس کے خلاف جو ان سے برسرپیکار ہوگا اور باہمی مشاورت سے کام لینا ہوگا اور نیکی گناہ جیسی نہیں ہے۔)

مذکورہ شق میں انتہائی حکیمانہ پیرائے میں آپ ﷺ نے آپس میں تعاون اور مشاورت پر برانگیختہ فرمایا۔ یہ ایک ایسی حقیقت جو کسی بھی مثالی معاشرے اور پر اعتماد ماحول کے لئے ازبس ضروری ہے۔ کیونکہ مشاورت اعتماد اور تعاون کی فضا کو جلا بخشتی ہے جو بعد ازاں جملہ وابستگان سماج و معاشرہ کو بطریقہ احسن امور و معاملات کو حل کرنے میں معاونت کا باعث بنتی ہے:

"وأن النصر للمظلوم،"[34] (مظلوم کی مدد کی جائے گی۔)

جب کسی سماج و معاشرہ میں مظلوم کی دادرسی و دستگیری کی جائے اور ظالم کے پنجہ استبداد کی حوصلہ شکنی کی جائے تو وہاں پر ترقی اور خوشحالی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہاں پر طاقت ور ضعفاء کے حقوق کو غصب کرنے سے عاجز ہوتے ہیں جس سے عوامی سطح پر فلاح و بہبود کے اقدامات کو تحسین آفرینی نصیب ہوتی ہے اور اس بات سے ظالم و جابر عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں جو کسی بھی فلاحی سماج و معاشرہ کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے جیسے آپ ﷺ اس حقیقت کو اس انداز میں بھی بیان فرماتے ہیں:

"و أنه لا يحول بذا الكتاب دون ظالم أو اثم "[35]

(ترجمہ: اور بے شک یہ دستاویز (تحریری معاہدہ) کسی ظالم اور مجرم کو تحفظ نہیں دے گی۔)

پیش کردہ بحث کا لب لباب یہ ہے کہ میثاق مدینہ نے غیر مسلموں کو وہ حقوق عطا فرمائے جن کا تصور اس وقت کے سماج و معاشرہ کے فہم و ادراک سے تو بالاتر تھا ہی بلکہ وہ حقوق عصر حاضر میں بھی عدیم النظیر اور فقید المثال راہنمائی کرتے ہیں، کہ کیسے غیر مسلموں کو ملک و ملت کا باعزت شہری بنا کر ان کو سماج کے لئے سود مند بنایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے تعصب اور جانبداریت سے پاک غیر مسلموں کو حقوق عطا فرمائے۔ عدل و انصاف کے ساتھ ساتھ مذہبی، سماجی اور شخصی حقوق و مفادات کا تحفظ بھرپور طریقے سے فراہم کیا۔ میثاق مدینہ نے سیاست و حکومت کے میدان میں ایسا نظام تشکیل دیا جس کی اساس احترام آدمیت و انسانیت ہے۔ آپ ﷺ کے اس اقدام جمیل کی جس قدر بھی حوصلہ افزائی کی جائے وہ کم ہے اگر آپ کے اس اقدام کا تجزیہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے۔

آئینی و قانونی مساوات کے حق کا سماجی معاملات پر اثر

کسی بھی مثالی اور فلاحی سماج و معاشرہ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں بسنے والے جملہ طبقات انسانی بلا تخصیص مذہب و نسب سب آئینی اور قانونی معاملات میں یکساں درجہ کے حامل ہوں اس ضمن میں میثاق مدینہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اس کا مؤسس و بانی اعلیٰ درجے کا مدبر اور بصیرت آفرین شخصیت ہے جس نے غیر مدنی الطبع ماحول اور ایسے دور میں آئینی و قانونی مساوات کو عملی شکل دی جب اغیار تو در کنار قریبی رشتہ دار بھی باہم دست و گریبان تھے اس وقت نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی حقوق عطا کیے۔

"وأن يهود الاؤس مواليهم و أنفسهم على مثل ما لأهل هذه الصحيفة مع السر المحض من أهل بذه الصحيفة"[36]

(اور اوس (قبیلہ) کے یہود ان کے موالی[37] ہوں یا وہ بذات خود (اصل) ہوں گے وہی حقوق حاصل ہوں جو اس دستور والوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی اس دستور والوں کے ساتھ خالص وفاداری کا ثبوت دیں گے۔)

یہ شق اس امر کی متقاضی ہے کہ یہود (غیر مسلموں) کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس میثاق کے حاملین کو حاصل ہوں گے اور وہ جو مسلمان تھے گویا اس پہلو میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔ یہ بات اس حقیقت کی بھی آئینہ دار ہے کہ اس شق کی رو سے وہ برابر درجے کے شہری ہیں جن پر مساوی قانون کا اطلاق ہوگا۔ یوں یہ عمل غیر طبقاتی و درجاتی تفاوت کے خاتمہ کا ضامن ہے اس لیے سماج و معاشرہ کی بہتری اس امر میں مخفی ہے کہ سماجی و آئینی پہلوؤں میں بلا تخصیص مذہب کے سب برابری کے حقوق سے مستفید ہوتے ہوں گے، اس طرح میثاق مدینہ نے براہ راست غیر مسلموں کے سماجی معاملات کو بھی متاثر کیا تھا۔ پیر کرم شاہ الازہری رقم طراز ہیں:

"وہ اصول انفرادیت جو اسلام سے قبل عرب کی معاشرت کا طرہء امتیاز تھا اس نوشتہ کے ذریعہ اجتماعیت سے بدل دیا گیا۔ یوں طوائف الملوکی کا بھی خاتمہ ہو گیا اور نسلی و مذہبی لحاظ سے منتشر افراد ایک لڑی میں پرو دیے گئے۔ تمام مرکز گریز قوتیں ایک گل میں ضم ہو گئیں۔ اور تمام باشندوں کو یکساں حقوق میسر آ گئے۔"[38]

مذکورہ پہلو کا اگر پاکستانی تناظر میں تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ پاکستان کا آئین و قانون بھی غیر مسلموں کو سماجی، مذہبی اور شہری امور میں برابر درجے کا حق دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بانی پاکستان نے پاکستان کے قیام کی تحریک کے دوران ہی یہ واضح کر دیا تھا۔ جیسے آپ نے 24 اپریل 1943ء کو آل انڈیا مسلم لیگ دہلی کے اجلاس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

"اقلیتوں کی بدرجہ اتم حفاظت ہونی چاہیے ہمارے پیغمبر ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ نہ صرف عادلانہ بلکہ فیاضانہ سلوک کر کے واضح ترین ثبوت پیش کیا ہے"[39]

اسی طرح قائد اعظم نے یکم فروری 1943ء کو اسماعیلی کالج بمبئی سے تقریر کرتے ہوئے ہندو رہنماؤں سے مخاطب ہو کر کہا تھا:

"ہم تمہاری اقلیتوں کے ساتھ مہذب حکومتوں سے بھی زیادہ بہتر انداز میں سلوک کریں گے کیوں کہ اقلیتوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنے کا ہمیں قرآن کریم نے حکم دیا ہے"[40]

علاوہ ازیں دیگر مواقع پر آپ نے غیر مسلموں کو تحفظ کا احساس دلایا اور قیام پاکستان کے بعد

1956ء اور 1962ء کے آئین میں ان کے حقوق کی بڑے واشگاف الفاظ میں توثیق کی گئی۔

"1956ء کے پہلے دستور میں تمام اہلیان پاکستان کے جملہ حقوق کے مساوی تحفظ کی ضمانت فراہم کی گئی اسی طرح 1962ء کے آئین میں تمام پاکستانیوں کی بلاامتیاز مسلم و غیر مسلم تمام مذہبی، معاشرتی و سیاسی حقوق کے مساویانہ تحفظ کی ضمانت دی گئی"[41]۔

اس کے علاوہ 1973ء کے آئین کی شق نمبر 25 شہریوں سے مساویانہ حقوق کی کی تلقین کرتی ہے:

"تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں"۔[42]

آئین پاکستان غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے اگر کسی مقام پر کوئی سانحہ رونما ہوتا ہے تو اس کا تعلق ذاتی عناد یا سماجی نوعیت کے ساتھ ہوگا قانون پر عملدرآمد میں کمزوری کی صورت میں ہوگا اس کا تعلق آئین پاکستان کے ساتھ نہ ہوگا۔ کیوں کہ پاکستان کے دستور میں ان کو جملہ شعبہ ہائے حیات میں مساوی حقوق حاصل ہیں جن کا اثر بلاواسطہ سماجی معاملات پر پڑتا ہے:

"وہاں یہ اقلیتیں بھی قومی زندگی کے ہر شعبہ دفاع، امور خارجہ، فنانس، قانون، تعلیم و تحقیق، صنعت و تجارت، سول ایڈمنسٹریشن، فلاحی اور تعمیراتی میدانوں وغیرہ میں اپنی ناقابل فراموش خدمات انجام دے کر وطن عزیز کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں ان کی حب الوطنی پر آج تک شک نہیں کیا گیا بلکہ وہ بھی اکثریتی مسلمان آبادی کی [کذا] طرح محب وطن پاکستانی ہیں"۔[43]

مذکورہ تحریر سے یہ بات بھی مستفاد ہوتی ہے کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو جب مساوی حقوق حاصل ہیں تو اس کا نتیجہ یہ بھی ہے کہ ان کی سماجی حیثیت بھی محفوظ و مامون ہے۔ پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ مذہب کی بنیاد پر ناانصافی اور زیادتی کے واقعات کہیں کہیں رونما ہوتے ہیں جن کی سنجیدہ مذہبی قیادتوں سمیت ان کی مذمت کی جاتی ہے لہذا ان کو بنیاد بنا کر پاکستان پر بطور ملک تنقید کرنا نامناسب ہے۔

مذہبی آزادی کے حق کا سماجی معاملات پر اثر

اللہ رب العالمین نے انسانیت کو جبر و اکراہ سے مسلمان بنانے کی تعلیم نہیں دی بلکہ اسے موقع فراہم کرتا ہے کہ اپنے پورے ہوش و ہواس اور شعور و ادراک سے اس نتیجے پر پہنچے کہ دین اسلام ہی برحق دین ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کریم نے قرآن مجید میں دین اسلام کی حقانیت پر عقلی دلائل بھی پیش فرمائے اور زور زبردستی سے اسلام قبول کرنے کی تلقین نہیں فرمائی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾[44]، (ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں ہے دین میں۔)

دین اسلام جس پیرائے میں اپنی تعلیمات کو اپنانے کا خواہاں ہے وہ جو جبر و اکراہ سے حاصل نہیں ہوسکتیں اس لئے پر تشدد رویہ سے کسی کو مسلمان بنانا تعلیمات اسلامیہ کی رو سے برداشت نہیں کیا جا سکتا، حضور ﷺ کی ذات بابرکات قرآن مجید کی عملی تصویر ہے یہی وجہ ہے کہ اس حقیقت کا اظہار میثاق مدینہ سے بھی ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کو مذہبی آزادی کا حق دیا:

"وأن يهود بني عوف أمة مع المؤمنين، لليهود دينهم وللمسلمين دينهم"[45]

(اور بنو عوف کے یہود مومنین کے ساتھ ایک امت (جماعت/سیاسی وحدت) کی حیثیت رکھتے ہیں یہودیوں کے لئے ان کا دین ہے اور مسلمانوں کے لئے ان کا دین ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے کمال حکمت عملی اور اعلیٰ فراست سے اس حقیقت کو یقینی بنایا کہ ہر شخص کو اپنے دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے کی آزادی ہے یہ شق درحقیقت تحمل، برداشت اور باہمی حسن سلوک کے جذبات کو فروغ بخشتی ہے عصر حاضر میں جس کی اشد ضرورت ہے: پیر محمد کرم شاہ الازہری اس میثاق کی خصوصیت پر تبصرہ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"اس منشور کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ تو کسی شخص اور قبیلہ کے کسی حق کو غصب کیا گیا اور نہ ہی کسی پر مذہبی عقیدہ میں کوئی جبر کیا گیا ہے نہ ان کے معاشرہ میں رواج پذیر رسوم و رواج کو چھیڑا گیا اور نہ ان کے نجی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت بے جا کی گئی ہے۔ مدینہ کے لوگ جو مدت دراز سے جنگ کی بھٹی میں جل رہے تھے ان کو باہمی امن و صلح کی ضمانت دی جا رہی ہے اسی لیے تمام اہل یثرب نے قبائلی و مذہبی اختلافات کے باوجود اس منشور کو دل و جان سے تسلیم کر لیا"[46]

پاکستانی سماج میں دوسرے مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ بعض اوقات پر تشدد کارروائیوں کا اظہار ہوتا ہے تو یہ فقط دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ہی نہیں ہو رہا بلکہ وہاں بین المسالک بھی ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا فقدان ہے جو کہ احترام انسانی کے منافی ہے اور میثاق مدینہ میں احترام انسانیت کا پہلو بھی ہے۔ میثاق مدینہ میں جب مذہبی آزادی کا حق دیا گیا تو اس سے سماج و معاشرہ پر امن و رواداری اور باہمی احترام و یگانگت کے اثرات مرتب ہوئے اور جس سے انسانی زندگی کی حرمت اور تقدس کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ محمد حسین ہیکل تحریر کرتے ہیں:

"یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا باضابطہ انسانی معاشرہ قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی"[47]

اس تاریخ ساز معاہدہ کی یہ شق مذہبی رواداری اور امن و سلامی کو فروغ بخشنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔مذکورہ شق عصری وجدید اسلام مخالف رجحانات کا خوب قلع قمع کرتی ہے کہ اسلام ایک پر تشدد دین ہے جس میں مدمقابل کو رائے دینے کا بالکل بھی حق نہیں ہوتا حالانکہ اسلام جب مذہبی آزادی کا حق دیتا ہے تو اس کے بعد کسی اور رائے کو دبانے کی کس طرح ترغیب دے سکتا ہے لیکن اسلام اس امر کو بھی ضرور یقینی بناتا ہے کے ایسی رائے جو کسی کی دل آزاری کا باعث بنے اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے اسلام تو اس بات کو اہمیت دیتا ہے دیگر انسانی طبقات کو بھی اس پہلو پر عملی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے اسی صورت میں عالمی امن کا قیام ممکن ہو سکتا ہے۔پاکستان کے تناظر میں اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آئین پاکستان بھی غیر مسلموں کو مذہبی آزادی کا حق دیتا ہے: اسی طرح آرٹیکل بیس کی شق الف اور ب مذہبی آزادی اور مذہبی ادارے بنانے کی اجازت دیتے ہیں:

"Freedom to profess religion and to manage religious institutions".[48]

(الف)۔ہر شہری کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے اس کے مطابق عمل کرنے تبلیغ کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔

(ب)۔ہر شخص کو اپنے عقیدے کے مطابق مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہو گا"[49]

آئین پاکستان کی یہ شق اس مر کی یقین دہانی کرواتی ہے کہ غیر مسلموں کو مذہبی آزادی حاصل ہو گی، اس کے نتائج و ثمرات سماج و معاشرہ پر بھی پڑتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ انسان اپنے مذہبی معاملات میں بہت حساس ہوتا ہے اس بناء پر جب اسے اپنے مذہبی معاملات عدم تحفظ کا شکار نظر آتے ہیں تو اس کا اضطراب بڑھ جاتے جس وجہ سے سماج و معاشرہ میں اس کا کردار مثبت انداز کی بجائے منفی اثرات کا حامل بن جاتا ہے اس لیے کسی بھی سماج و معاشرہ کی ترقی اور فلاح کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کے مذہبی معاملات کو دوسروں کی مداخلت سے آزاد کیا جائے، یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے یثاق مدینہ میں اس کا اہتمام کیا اور پاکستان کے ائین میں بھی اس کی ضمانت دی گئی۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ یثاق مدینہ کو مد نظر رکھتے ہوئے آئین پاکستان کی روح پر عملدرآمد کے اقدامات اٹھائے جائیں جس سے ملک کے طول و عرض میں اگر کہیں غیر مسلم سماجی عدم تحفظ کا شکار ہیں تو ان کو تحفظ کا احساس دلایا جائے اس کو عملی جامہ پہنانے کی اشد ضرورت ہے۔ یثاق مدینہ آپ ﷺ کی وہ تاریخ ساز دستاویز ہے جس کی مثال عصر حاضر میں اقوام متحدہ بھی پیش کرنے سا قاصر ہے:

"یہ معاہدہ مذہبی رواداری اور فراخ دلی کی ایک ایسی مثال ہے جس پر دنیا فخر کر سکتی ہے۔موجودہ دور کی اقوام متحدہ بھی فریقین میں اس سے بہتر رواداری اور غیر مسلموں کے حقوق پر مبنی معاہدہ نہیں کرا سکتی۔"[50]

یہ معاہدہ بنیادی طور پر رواداری کے احساسات وجذبات کو فروغ بخشنے کے لیے تھا جس کے لیے اپ ﷺ نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہے مذہبی آزادی بھی انھیں عطا کی تاکہ سماج و معاشرہ تنگ نظری اور تعصب کا شکار نہ ہو:

"یہودیوں کے ساتھ مذہبی رواداری، آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کی یہ تاریخ ساز دستاویز اور اس کی دفعات اپنی حقیقت پر آپ گواہ ہیں۔مذہبی رواداری ،امن وسلامتی، آزادی اور انصاف کا ہر جوہر اس میں موجود ہے۔"[51]

پیش کردہ نکات راہنمائی کرتے ہیں کہ یثاق مدینہ آپ ﷺ کا ایسا ہمہ جہت وہمہ پہلو اقدام تھا جس کے فقط سیاسی و دینی مقاصد کی تکمیل نہیں تھی بلکہ اس کے اثرات و ثمرات سماج و معاشرہ کے لیے بھی تھے کیوں کہ اگر ایک سماج و معاشرہ میں رہنے والے باہم دست و گریبان ہوں گے، ایک کشمکش اور کھینچاتانی کا ماحول ہو گا تو ایسے میں ایک دوسرے کا احساس و خیال، ایثار و ہمدردی جو بھی کسی بھی مثالی و خوشحال سماج و معاشرہ کی بنیاد تصور کیے جاتے ہیں وہ ناپید ہو جائیں گے جس سے مزاج و طبیعتوں میں اضطراب و بے چینی پائی جائے گی۔یہی وہ اسباب تھے کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین ایک ایسا معاہدہ تشکیل دیا جسے بلاشبہ سوشل کنٹریکٹ (سماجی معاہدہ) سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے۔اور وہ اپنی نوعیت کا ایسا منفرد یثاق تھا جس نے سامان زیست کے جملہ شعبہ جات کو متاثر کیا تھا، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آج مملکت پاکستان میں جہاں بھی ایک تشتت وافتراق کا ماحول ہے اس سے راہنمائی لی جائے۔

نتائج بحث

1. یثاق مدینہ کے بعد غیر مسلموں (یہود) پر معاہد کا اطلاق ہوتا ہے ان کو ذمی نہیں کہا جا سکتا ہے اور معاہد کو جدید دور میں شہری کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ بھی ایک معاہدے کے تحت کسی ریاست کی شہریت کو اختیار کرتا ہے۔اس طرح ان کی سماجی حیثیت کا تعین بطور شہری کیا جائے گا اور آئین پاکستان میں بھی غیر مسلموں کو شہری کا درجہ دیا گیا ہے اسی بناء پر سب کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔سماجی معاملات میں بہتری کا انحصار باہم دیگر بلا تخصیص مذہب و نسب برابری و یکساں نوعیت کے تعلقات اور رویوں پر مبنی ہوتا ہے۔اس بناء پر یثاق مدینہ نے براہ راست غیر مسلموں کے سماجی معاملات کو متاثر کیا تھا۔
2. یثاق مدینہ میں آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی

ہے اور آپ نے ان کی حق تلفی پر شدید وعید ارشاد فرمائی ہے "کہ وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہو گا جس نے کسی معاہد کو ناحق قتل کیا" اور اگر کوئی مسلمان کسی معاہد غیر مسلم کو ناحق قتل کرے گا تو بطور قصاص اس مسلم کو بھی قتل کیا جائے گا اور آئین پاکستان بھی غیر مسلموں کو یہ حق دیتا ہے -جب جان ومال کا تحفظ ملتا ہے تو اس کے اثرات سے سماجی تحفظ بھی یقینی ہو جاتا ہے جس سے سماجی معاملات میں مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

3. آئین وقانون کے تناظر میں غیر مسلموں کو بھی مسلمانوں کی طرح برابر حقوق حاصل ہیں میثاق مدینہ اس امر کو یقینی بناتا ہے جب کہ آئین پاکستان میں بھی یہ ضمانت موجود ہے آرٹیکل پچیس میں ہے "کہ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں۔"
4. میثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو نہ صرف جان ومال کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے بلکہ ان کو مذہبی آزادی کا بھی حق حاصل تھا اور آئین پاکستان بھی یہ حق ان کو دیتا ہے آرٹیکل بیس کہتا ہے "کہ ہر شخص کو اپنے عقیدے کے مطابق مذہبی ادارے قائم کرنے ، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہو گا۔ مذہبی آزادی سے سماجی رویوں میں احساس وہمدردی کے ساتھ خوش خلقی کو فروغ ملتا ہے۔
5. قائد اعظم کا موقف تھا کہ آئین پاکستان کی روح میثاق مدینہ ہو گا۔ قائد اعظم کو بذات خود اس کام کے لیے زندگی نے وفا نہ کی جب کہ بعد ازاں کافی نشیب وفراز کے بعد کسی حد تک میثاق مدینہ کی روشنی میں غیر مسلموں کو وہ حقوق دیے گئے اگرچہ عملی تنفیذ میں کہیں نہ کہیں کوتاہی برتی جا رہی ہے جس بناء پر غیر مسلموں کو پاکستان کے سماج میں بعض دفعہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پاکستان کی اکثریت ایسے واقعات کی نہ صرف مذمت کرتی ہے بلکہ حوصلہ شکنی بھی کرتی ہے۔

تجاویز وسفارشات

اس مطالعہ کی روشنی میں اہم سفارشات درج ذیل ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے مستقبل میں کام کیا جا سکتا ہے:-

1. پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ سماجی رویوں میں بد اعتمادی اور تلخی کے اسباب کا مطالعہ کرتے ہوئے میثاق مدینہ کی روشنی میں ان کا تدارک کیسے کیا جائے اس پر کام ہو سکتا ہے۔
2. مسلم کمیونٹی کے غیر مسلموں کے ساتھ سماجی رویوں کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے۔
3. میثاق مدینہ اور آئین پاکستان کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر غیر مسلموں کے ساتھ تعامل کیا جائے تو ان کے خدشات اور تحفظات کو دور کرتے ہوئے ان کی شکایات کا ازالہ کیا جا سکتا ہے، اس پہلو پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔
4. میثاق مدینہ اور آئین پاکستان کے تناظر میں حکومتی، انتظامی اور عدالتی ذمہ داران کے ساتھ ساتھ شعبہ تعلیم وتربیت سے وابستہ افراد کی تربیت کی ضرورت ہے تا کہ کسی بھی سانحہ کو واقع ہونے سے روکا جا سکے، اس پہلو پر کام کیا جا سکتا ہے۔

یونیورسٹی سطح پر غیر مسلموں کے ساتھ سماجی رویوں کے متعلق ایسے تحقیقی مقالہ جات لکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ان اسباب کا جائزہ لیا جائے کہ کیا وجہ ہے جب ہمارا دین اور آئین ان کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دیتے ہیں تو پھر بھی مسائل کیوں ہیں اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]**Al-Afriqi, M. b. M.** (n.d.). *Lisan al-Arab* (Vol. 55, p. 4764). (Cairo: Dar al-Ma'arif. (*Mithaq* (میثاق) is derived from *wathaqa* (وثق), meaning a firm covenant or promise.) **Al-Maqrizi, A. b. A.** (n.d.). *Qatar al-Shu'un al-Diniyya* (p. 49). (The *Mithaq-e-Madina* (Covenant of Medina) refers to the written agreement between the Prophet (PBUH) and the Jews of Medina, with a second part known as *Mu'akhat* (brotherhood pact).

[2]**Jalibi, J.** (2002). *Qaumi Angrezi-Urdu Lughat* (5th ed., p. 1885). Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban.

[3]**Sills, D. L.** (Ed.). (1968). *Encyclopedia of Social Sciences* (Vol. 14, p. 225). New York: Macmillan.

[4]**Ibn Hisham, A. b. H.** (2009). *Al-Sira al-Nabawiyya* (2nd ed., p. 232). Beirut: Dar Ibn Hazm.

[5]**Raji, I. al-F.** (1979). Rights of non-Muslims under Islam: Social and cultural aspects. *Journal of the Institute of Minority Affairs*, *1*(1), 90–102.

[6]**Hamidullah, M.** (2010). *Khutbat-e-Bahawalpur* (p. 226). Islamabad: Islamic Research Institute, IIUI.

[7]**Ghazi, M. A.** (2007). *Islam ka Qanoon Bain al-Mamalik* (p. 319). Islamabad: Sharia Academy, IIUI.

[8]**Al-Qaradawi, Y.** (2011). *Islami Muasharay Mein Ghair Musalmanon ke Huquq o Faraiz* (p. 7). Islamabad: Dar al-Tahqiqat al-Islami.

[9]**Alusi, M. b. A.** (2010). *Ruh al-Ma'ani* (1st ed., Vol. 10, p. 290). Beirut: Mu'assasat al-Risala.

[10]**Al-Arabia Urdu.** (2024, July 8). Pakistan.

[11]**Majmu'a min al-Mu'allifin.** (2009). *Mu'jam Mustalahat al-'Ulum al-Shar'iyya* (2nd ed., p. 808). Riyadh. *Dhimmi* (ذمي) refers to a non-Muslim living under Islamic state protection in exchange for *jizya*. [1111]

[12]**Usmani, M. T.** (2010). *Islam aur Siyasi Nazariyat* (p. 306). Karachi: Maktaba Ma'arif al-Quran.

[13]**Mufti, M. R.** (2017, April 29). *Roznama Dunya*.

[14]**Tayyib, M. M.** (2019). Islamic state mein ghair muslam aqaliyyat ki ibadatgahain aur mazhabi azadi. *Majallat Dirasat-e-Diniyya*, *2*(2), 31–48.

[15]**Al-Qadri, M. T.** (2015). *Islam aur Ahl-e-Kitab* (pp. 151–152). Lahore: Minhaj al-Quran Publications.

[16]**Al-Qadri, M. T.** (2010). *Islami Riyasat mein Ghair Musalman ke Jan o Mal ka Tahaffuz* (p. 17). Lahore: Minhaj al-Quran Publications.

[17]**Gilani, M. I. T.** (2012). *Sirat Encyclopedia* (Vol. 5, p. 49). Riyadh: Dar al-Salam.

[18]**Hamidullah, M.** (1985). *Majmu'at al-Watha'iq al-Siyasiyya* (5th ed., pp. 57–62). Beirut: Dar al-Nafa'is.

[19]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 232).

[20]**Sayyid al-Nas, M. b. M.** (n.d.). *'Uyun al-Athar fi Funun al-Maghazi wa al-Shama'il wa al-Siyar* (Vol. 1, p. 318). Damascus: Dar Ibn Kathir.

[21]**Al-'Umari, A. D.** (1994). *Al-Sira al-Nabawiyya al-Sahiha* (6th ed., Vol. 1, p. 272). Madinah: Maktabat al-'Ulum wa al-Hikam.

[22]**Al-Sallabi, A. M.** (2015). *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 454). Damascus: Dar Ibn Kathir.

[23]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 233).

[24]**Al-Bukhari, M. b. I.** *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Jizya, Bab ithm man qatal mu'ahidan bi-ghayr jurm, Hadith 3136.

[25]**Anwar Shah Kashmiri.** *Fayd al-Bari 'ala Sahih al-Bukhari* (Vol. 4, p. 288).

[26]**Al-Sijistani, S. b. A.** *Sunan Abu Dawud*, Kitab al-Kharaj, Bab fi ta'shir ahl al-dhimma, Hadith 3052.

[27]**Nicholson, R. A.** (1907). *A Literary History of the Arabs* (p. 117). New York: Charles Scribner's Sons.

[28]**Tariq Ijaz.** (2017). Muslim-ghair muslim ham ahangi in Riayat-e-Madina. *Mirat al-'Arifin (Sirat Studies)*.

[29]**Qadri, H. M.** (2017, October). Pakistan mein mithaq-e-Madina ki roshni mein tashkeel-e-nau. *Minhaj al-Quran Monthly*, p. 26.

[30]**Mountbatten** (b. June 25, 1900, Windsor, England) was a British royal family member, naval officer, and politician who served during WWII and oversaw the partition of India.

[31]**Akbar the Great** (1542–1605), the third Mughal emperor, ruled from 1556 to 1605.

[32]**Qadri, H. M.** (2017, October). *Minhaj al-Quran Monthly*, p. 26.

[33]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 233).

[34]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 233).

[35]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 234).

[36]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 234).

[37]**Balyari, A.** (1999). *Misbah al-Lughat* (p. 926). Lahore: Maktaba Qadusiyya. *Mawali* (موالي) is the plural of *mawla*, referring to both patrons and slaves (here meaning slaves).

[38]**Al-Azhari, M. K. S.** (1999). *Zia al-Nabi* (Vol. 3, pp. 199–200). Lahore: Zia al-Quran Publications.

[39]**Baqa, M. S.** (2009). *Quaid-e-Azam ke Islami Afkar* (p. 31). Lahore: Nazriya Pakistan Trust.

[40]**Baqa, M. S.** (2009). *Quaid-e-Azam ke Islami Afkar* (p. 31). Lahore: Nazriya Pakistan Trust.

[41]**Baqa, M. S.** (2009). *Quaid-e-Azam ke Islami Afkar* (p. 59). Lahore: Nazriya Pakistan Trust.

[42]**Constitution of Pakistan** (2015). Article 25, p. 14. Islamabad: National Assembly.

[43]**Irshadullah.** (2019). Pakistan mein ghair musalmanon ke jan o mal ka tahaffuz. *Islamics*, *1*(2), 67–68.

[44]**Al-Qur'an**, 2:256.

[45]**Ibn Hisham.** *Al-Sira al-Nabawiyya* (p. 233).

[46]**Al-Azhari, M. K. S.** *Zia al-Nabi* (Vol. 3, p. 198).

[47]**Haykal, M. H.** (1947). *Hayat Muhammad* (p. 227). Lahore: Idara Thaqafat-e-Islami.

[48]**Constitution of Pakistan** (1973). Article 20(2). Islamabad.

[49]**Constitution of Pakistan** (2015). Article 20, p. 12.

[50]**Thani, M. H.** (1998). *Rasul-e-Akram (PBUH) aur Rawadari* (p. 57). Karachi: Faisal Sons.

[51]**Ghazi, H. al-Ansari.** (1987). *Islam ka Nizam-e-Hukumat* (p. 364). Lahore: Maktaba Aliya.